



المیر بھائی سے شادی؟ وہ زور دار آواز میں چیخی۔ خان حویلی میں دور دور تک اس کی آواز سنائی دی گئی۔ مریم بیگم نے شکر ادا کیا کہ اس وقت حویلی میں کوئی موجود نہ تھا، ورنہ کوئی نہ کوئی ان دونوں ماں بیٹی کی طبیعت صاف کرنے آ جاتا کہ یہاں پر لڑکوں کا اونچی آواز میں بولنا پسند نہیں کیا جاتا تھا۔

المیسر اپنام سن کر کچن کی طرف جاتے جاتے رک گیا۔ مینو کو معلوم تھا کہ وہ کچن کی طرف جا رہا ہے، اس لیے جان بوجھ کر اونچی آواز میں بولی تھی کہ وہ سن لے۔ اس کا ذرا ماعروج پر تھا۔

"ای! آپ میری بات کا انکھوں کر سئیں! میں ہر گز بھی اس کھڑوس اور ہتلر المیسر بھائی سے شادی نہیں کروں گی۔ واللہ! ان کو تو دیکھ کر ہی مجھے ڈر لگ جاتا ہے۔ میں ساری زندگی ان کے ساتھ کیسے گزاروں گی؟ نہ بھئی نہ، مجھ سے نہیں ہو پائے گا۔"

وہ جب بولنے پر آتی تو بولتے ہی جاتی تھی۔ بغیر کے اس کی زبان چپ ہونے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔ اپنے بارے میں یہ القابات سن کر المیسر کے ماتھے پر شکنون کے جال بچھ گئے تھے، جبکہ مریم بیگم نے اپنی لاڈلی اور چیتی کے آگے ہاتھ جوڑتے تھے۔

"خدا کا واسطہ! آہستہ آواز میں بات کرو! المیسر گھر پر ہی ہے۔"

اماں کے ڈرنے پر وہ مزید شیر ہوئی۔ "اب بات آہستہ نہیں ہو گی اماں جان!"
چوری چوری کچن کی طرف دیکھا جہاں وہ موجود اس کی ساری باتیں بخوبی سن رہا تھا۔ "میری پوری زندگی کا سوال ہے۔ میں اس 'عبد' ہے روح! سے ہر گز بھی شادی نہیں کروں گی۔ دیکھیں نا، میں ابھی معصوم دوشیزہ ہوں، پوری طرح سے جوان بھی نہیں ہوئی اور آپ مجھے اس جن کے حوالے کر رہی ہیں۔"

مینو نے جھوٹ موٹ کے آنسو صاف کرتے ہوئے ایکٹنگ جاری رکھی۔ المیسر کے صبر کا پیانہ لبریز ہو گیا۔ تو اپنے لیے کافی بنانے کا ارادہ ملتقی کرتا ہوا وہ دوبارہ اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اس کو جاتے دیکھ کر وہ دل ہی دل میں مسکرائی۔ اب تو یہ مجھ سے شادی کا سوچیں گے بھی نہیں۔

المیسر کو خاصا غصہ آیا ہوا تھا۔ بی جان کو کہا بھی تھا کہ خاندان کی عزت بچانے کی خاطر مجھے ابھی کا بکرامت بنائیں۔ مگر انہیں بھی میرے لیے پوری دنیا میں واحد یہی نمونہ ملا تھا۔ بڑھاتے ہوئے اس نے غصے سے کشن دور پھینکا تھا۔

دوسری طرف اماں مینو کو پیار سے سمجھاتے ہوئے کہہ رہی تھی، "دیکھو، تم جانتی ہو ہمارے خاندان میں لڑکیوں کی غیر خاندان میں شادی نہیں کی جاتی۔ تمہارے جوڑ کا ب دور دوستک کوئی نہیں اور تم 18 کی ہو چکی ہو۔ تو سب کا یہی فیصلہ ہے کہ تمہیں المیر کی دلہن بنادیا جائے۔"

مینواب مذاق سے ہٹ کر سنبھیڈہ ہو چکی تھی۔ "دیکھیے اماں، میں آپ لوگوں کو بتا رہی ہوں کہ میں ان سے شادی نہیں کر سکتی۔ پہلی بات تو میں ان سے 15 سال چھوٹی ہوں۔" اماں کی گھوریاں پا کر اس نے جلدی سے بات بدلتی۔ "میرا مطلب ہے 12، 13 برس تو چھوٹی ہوں گی ہی نا۔" وہ آنکھیں پیٹھاتے ہوئے بولی۔

اماں نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا، "بس 11 برس۔"

"ہاں، وہی 11 سال۔" اپنی از لی لاپرواٹی والے انداز میں اس نے کہنا شروع کیا۔ "تو پیاری اماں! 11 سال کافی نہیں ہوتے کیا؟ وہ اگلے سال پورے 30 کے ہو جائیں گے۔ اب اگلیں گے میرے۔ اور دوسرا بات وہ مجھے ہر وقت ڈالنے رہتے ہیں۔ مجھے ان سے شادی نہیں کرنی۔ اور تیسرا..."

وہ ابھی تیسرا وجہ سوچ رہی تھی کہ اماں نے اس کی بات نقچ میں کاٹ دی۔ "تم جتنی مرضی و جوہات بیان کرلو۔ بی جان کا فیصلہ اٹل ہوتا ہے اور یہ تمہیں معلوم ہی ہے۔ اگر کچھ کر سکتی ہو تو جا کر ان کی منت کرلو۔" وہ اس کو فیصلہ سن کر اٹھ کر وہاں سے چلی گئیں۔ جبکہ مینو کا تو صدمے کے مارے بر احوال تھا۔ اس نے تو کبھی المیر کو کزن کادر جہ نہیں دیا تھا۔ اب اسے شوہر کا درجہ دینے کو کیسے تیار ہو جاتی۔

"اے اللہ! مجھے اس شادی سے بچا لے۔" اس نے دوپٹہ لہر اکر چھپت کی طرف دیکھا۔ "جس قدر سخت انسان ہے، اس نے تو بات بات پر مجھ پر غصہ کر کے مجھے مار ہی دینا ہے۔" ادھر سے ادھر چکر لگاتے اس کا زر خیز دماغ مسلسل نئے آئندیاں بنانے میں مصروف تھا کہ بی جان سے کس طرح بات کر کے اس شادی کو روکا جاسکے۔

رات کو اس نے اپنے سب کمزوری کی بجائی میٹنگ بلائی تھی اور اس مسئلے کے حل کے لیے سب سر جوڑے مصروف تھے۔

"مینو، تم کہہ دو کہ تم انہیں بھائی سمجھ رہی ہو اس لیے یہ شادی نہیں کر سکتی۔" نادیہ نے اپنی طرف سے جیسے بات ہی ختم کر دی۔

مینو نے ناک سکوڑی۔ "اب ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ اگرچہ میں مرد و اور لحاظ میں ان کو المیر بھائی کہہ دیتی ہوں۔ لیکن چیز بات تو یہ ہے میں نے انہیں کبھی بھائی بھی نہیں سمجھا۔"

تانيا اس کی خالہ زادے نے دور سے آتے المیر کو دیکھ کر سرد ہن۔ "ویسے اتنے ہیئت سم بندے کو بھائی کہنے کا جواز بنتا بھی نہیں۔ سن، اگر تیری سیٹنگ نہیں ہو سکتی تو میری ہی کروادے۔" سب نے سیٹ بجانی شروع کر دی۔ نادیہ شرمانے کی ناکام ایکٹنگ کرنے لگی۔

"اوہ ہیلو! میرے بھائی پر نظر مت رکھنا! وہ اب بک ہو چکے ہیں۔" یہ کہنے والی ثانیہ تھی۔ المیر کی سب سے چھوٹی بہن جو مینو سے ایک سال بڑی تھی اور اس کی نسبت پھوپھو کے بیٹے کے ساتھ ہو چکی تھی۔ اگلے سال اس کا باہر سے آنے کا ارادہ تھا، پھر ان دونوں کی شادی ہو جاتی۔

مینو کے خیال میں صحیح اس نے جتنی باتیں المیر کو سنادی تھیں اپنے بارے میں، وہ سب الفاظ سن کر تواب ہرگز بھی اس سے شادی نہ کرتا۔ اس لیے وہ مطمئن تھی۔ لیکن بی جان نے منگنی کی تاریخ ایک ماہ بعد کی رکھ کر اس کے سر پر بم ہی پھوڑ دیا تھا۔ وہ کسی بھی صورت المیر کی بیوی بننا چاہتی تھی۔ لیکن اس کے نہ چاہنے سے کچھ بھی نہیں ہوا اور آہستہ آہستہ منگنی کے دن بھی قریب آتے گئے۔ بی جان تو ساتھ ہی نکاح کا بھی کہہ رہی تھی، مگر المیر نے نکاح کچھ عرصے بعد کا کہہ کر اس کی جان میں جان ڈالی تھی۔ ورنہ تو وہ یہی سوچ سوچ کر مرے جا رہی تھی کہ وہ اتنی جلدی کیسے شادی جیسے رشتے کو بھانے کے قابل ہو سکتی ہے۔

المیر کو باہر جانا تھا، اسی لیے بی جان ان کا نکاح کرنا چاہتی تھی تاکہ باہر جا کر وہ کسی اور لڑکی کے چکر میں نہ پڑ جائے۔ منگنی کے بعد وہ اپنے طے شدہ معمول کے مطابق باہر چلا گیا تھا۔ لیکن پچھے جو مینو کی جان سولی پر سنگ چکی تھی تو وہ یہی فیصلہ کر چکلی تھی کہ اب یہ منگنی ختم ہو ہی جانی چاہیے کیونکہ بی جان اس کی شادی کی تیاریاں شروع کر چکی تھیں۔ "پہلے مجھے المیر خان سے بات کرنی ہو گی اور انہیں متنانہ ہو گا کہ منگنی ختم کر دیں۔" اور تب اسے یاد آیا کہ اس کے موبائل میں تو المیر کا نمبر بھی نہیں ہے۔

کچھ سوچتے ہوئے وہ ثانیہ کے پاس چلی آئی اور چوری چھپے اس کے موبائل سے المیر کا نمبر نکال لیا۔ وہ اتنی دیر اپنی ہمت جمع کرتی رہی تھی لیکن ہمت نہ ہوئی۔ دوسرا دن اس نے ڈرتے ڈرتے اسے میسح کیا تھا کہ وہ مناہل ہے اور اسے کوئی ضروری بات کرنا چاہتی ہے۔ وہ کتنے دن اس کے جواب کا انتظار کرتی رہی لیکن واٹس ایپ پر صرف ایک ہی ٹک لگا تھا۔ "کہیں انہوں نے مجھے بلاک تو نہیں کر رکھا؟" لیکن پھر اس نے خود ہی اپنی اس سوچ کو جھٹک دیا کہ ایسا نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ المیر کے پاس بھی اس کا نمبر نہیں تھا اور یہ بات اسے ثانیہ نے پورے یقین کے ساتھ بتائی تھی۔

وہ ثانیہ سے ایک دن بالتوں میں پوچھنے لگی کہ المیر کا کیا حال چال ہے؟ تو وہ بڑے پریشان لجھے میں بتانے لگی، "کئی دنوں سے المیر بھائی سے رابطہ نہیں ہو رہا۔ امی ابو بھی بہت پریشان ہیں۔ پہلے تو ہر وہ دوسرا دن فون کر کے اپنی خیریت سے آگاہ کر دیتے تھے۔ لیکن اب تو پورا ہفتہ ہی گزرنے والا ہے اور ان کی طرف سے کوئی میسح یا کال نہیں آئی۔"

یہ سن کر مینو کو انجانی سی خوشی ہوئی۔ "اللہ کرے وہ گم ہو گئے ہوں۔ میری جان تو چھوٹے گی!"

ثانیہ کو دکھانے کے لیے اس نے چہرے پر جھوٹی ٹینشن طاری کر لی۔ تو وہ اسے ریلیکس کرتے ہوئے کہنے لگی، "تم کیوں ٹینشن لے رہی ہو؟ وہ باہر کے ملک ہیں اور تمہیں تو پتا ہے وہاں پر انسان کتنا مصروف ہوتا ہے۔ مل جائے گی ان کی خیریت کی اطلاع۔ پریشان مت ہو۔"

وہ چپ چاپ اس کے پاس اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی اور خوشی کے مارے ڈانس کرنے لگی۔ "پریشان ہوتی ہے میری

جوتی! میں تو خوش ہوں اور بہت خوش ہوں۔ " وہ جھوٹنے ہوئے مست انداز میں اپنے آپ سے باتیں کر رہی تھی۔ " کاش وہ ایسا گم ہو کہ کبھی واپس ہی نہ آئے۔ کم از کم میری جان تو چھوٹے گی۔ آئے بڑے ہٹلر کے جانشین مجھ سے شادی کرنے والے۔ "

وہ خوش تھی کہ جیسا وہ سوچ رہی ہے ویسا ہی ہو گا۔ لیکن اس کی خوشیوں کی عمر بہت تھوڑی تھی۔ ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ وہ سب ہو گیا جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ وہ اپنے کمرے میں آرام سے کارٹون دیکھ رہی تھی، جب باہر سے سورہنگا میں کی آواز آئی۔ " میں تو یہاں ہوں، پھر باہر کون سی آفت مجھی ہوئی ہے؟ " اپنا دوپٹہ لارپوائی سے لگے میں ڈالتے ہوئے وہ تنگے پیر ہی باہر چلی آئی اور آگے کامنڈر اس کے ہوش اڑادینے کو کافی تھا۔

سامنے ہی المیر ایک گوری چٹی انگریز لڑکی کے ساتھ کھڑا تھا۔ 1 منٹ میں ہی مینو نے ساری کہانی سوچ لی کہ ضرور المیر باہر جا کر اس گوری لڑکی سے شادی کر چکا ہے اور اسے واپس لے آیا ہے۔ تبھی سب گھروالے شور مچا رہے ہوں گے۔ پھر وہ سوچ کر مسکرائی۔ " سب نے تو شور مچالیا۔ اب میری باری ہے! مجھے بھی تو تھوڑا سا سچا ہو ناپڑے گانا کہ مجھے کتنا دکھ ہوا ہے۔ " وہاں پنجی آواز سے چلائی، " آپ نے شادی کر لی؟ آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟ میں بچھلے چھ ماہ سے آپ کے نام کی انگوٹھی پہن کر آپ کی واپسی کی راہ تک رہی ہوں اور آپ اس گھوڑی کو میری سوتن بناؤ کر لے آئے۔ "

اماں نے اس کا بازو پکڑ کر اسے جھنجھوڑا۔ " مناہل، ہوش میں ہو؟ کیا فضول باتیں کر رہی ہو؟ " المیر نے بھی خاصی ناگواری سے اسے دیکھا تھا۔ مناہل اتنی جلدی اپنے ڈرامے کو ختم نہیں کر سکتی تھی۔ اپنا بازو چھڑاتے ہوئے وہ المیر کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ " آپ میرے ساتھ دھوکا کر کے خود آرام سے نہیں رہ سکتے۔ میں آپ دونوں کو بد دعا دیتی ہوں کہ آپ دونوں کے بچے انتہائی کالے پیدا ہوں۔ بلکہ نہیں، یہ والی بد دعا ٹھیک نہیں۔ میں یہ بد دعا دیتی ہوں کہ جس طرح آپ نے مجھے دھوکا دے کر اس گوری سے شادی کر لی ہے، یہ بھی آپ کو دھوکا دے کر بھیں کسی کالے سے شادی کر لے۔ ہائے ہائے ربا! میں تو اُٹی گئی۔ "

وہ بغیر سوچے سمجھے جو منہ میں آرہا تھا بولے جا رہی تھی اور سب گھروالوں کا پاراہائی ہو رہا تھا۔

"مناہل! مناہل! کیوں اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر کھود رہی ہو؟" ثانیہ اس کے کانوں میں آکر انہائی غصے سے بولی اور اسے بازو سے کپڑ کر زبردستی گھسیتے ہوئے اپنے ساتھ کمرے میں لے گئی۔

"ہاں، مجھے پتا چل گیا ہے۔ تم بھی اپنی اس گوری بھا بھی کو دیکھ کر اب میرے ساتھ دغا کرو گی۔ تم سب ہو ہی ایک جیسے دھوکے باز۔" مناہل نے لگے ہاتھوں ثانیہ کو بھی دوچار با تین سنا دیں۔ ثانیہ نے تنگ آکر اس کے بازو پر ایک تھپٹر سید کیا۔ "بس کرو! اب تم نے ایک بھی فضول بات کی تو مجھ سے مار کھاؤ گی۔" وہ چپ ہو کر بیٹھ گئی۔

ثانیہ نے ماتھے پر ہاتھ رکھ لیا۔ "ایک تو یہ لڑکی بھی نا، بنا سوچے سمجھے بولے جاتی ہے۔ اب اتنا بڑا دراما کر کے خود آرام سے بیٹھ گئی ہے۔" وہ بڑ بڑائی۔

"اب ایسے کیا بولے جا رہی ہو؟" مینو نے معصومیت سے آنکھیں پیٹھاتے ہوئے کہا تو ثانیہ اپنا غصہ بکشکل کمزول کرتے ہوئے بولی، "یہ جو باہر تم تماشا لگا کے آئی ہونا، تمہارا انعام کیا ہو گایہ سوچ کر مجھے افسوس ہو رہا ہے۔ تم جانتی بھی ہو کہ تم نے کیا کیا ہے؟"

مینو پھر سے غصے والے انداز میں کہنے لگی، "جو کیا ہے تمہارے بھائی نے کیا ہے! شادی کر کے آگیا ہے اور میں بولوں بھی نا؟"

ثانیہ نے ہاتھ اٹھا کر اسے مزید بولنے سے روکا۔ "وہ بھائی کی بیوی نہیں ہے، سمجھ؟ سمجھ آئی؟ ان کی کوئی گیکے جو پاکستان بس گھومنے پھرنے اور سجاوں کی شادی اٹینڈ کرنے کی نیت سے آئی ہے۔"

اب شاکر ہونے کی باری مینو کی تھی۔ "کیا وہ تمہارے بھائی کی بیوی نہیں ہے؟" الفاظ جیسے اس کے حلق میں ہی اکلنے لگے تھے۔

ثانیہ نے دانت پیتے ہوئے کہا، "جی ہاں۔ اور تم نے جو باہر ہنگامہ مچایا تھا تو بی جان اب تمہاری جو کلاس لیں گی وہ تو لیں گی۔ مگر المیر بھائی کے غصے سے کیسے بچو گی؟ اب تم سوچو۔"

ثانیہ اس کو ڈرا کر غصے سے باہر چلی گئی اور پیچھے مینو کا سوچ کر براحال تھا کہ اب اس کے ساتھ کیا ہو گا۔

حسب معمول بیجان نے اسے بہت ڈانٹا تھا اور پورا آدھا گھنٹا وہ ان کا لیکھر سر جھکائے خاموشی سے سنتی رہی تھی اور فرق تو اسے ذرا بھی نہیں پڑا تھا۔ مگر ان کی آخری بات نے اسے چونکا دیا۔ وہ کہہ رہی تھی کہ جا کر المیر اور اس لڑکی سے معافی مانگو۔ کوئی اور ہوتا تو وہ ایک کان سے سن کر دوسرا کان سے نکال دیتی۔ مگر بیجان کا حکم تو پھر پر لکیر ہوتا تھا۔

وہ چپ چاپ باہر لان میں چلی آئی، جہاں پر المیر اور وہ لڑکی دونوں چائے پی رہے تھے۔ درمیان میں لیپ ٹاپ کھلا ہوا تھا اور شاید کوئی ڈسکشن ہو رہی تھی۔ منہ پھلانے ہوئے وہ ان کے قریب جا کر کھڑی ہو گئی۔ المیر نے سراٹھا کر اسے دیکھا اور سوالیہ نظر وہ سے پوچھا کہ یہاں پر آنے کا مقصد۔ اس نے بڑی مشکل سے ہمت جمع کی اور آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا، "سوری۔" اسے ایک لفظ سے آگے وہ مزید کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔ المیر نے سر ہلاتے ہوئے کہا، "تمہیں سوری کہنا بھی چاہیے۔ تم نے بہت غلط الفاظ بولے۔" اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ موبائل پر بیل ہونے لگی۔ وہ "ایسکسیوز می" کہتا ہوا درج کر فون سننے لگا۔

اس کے دور جانے کے بعد مینونے غور سے اس لڑکی کو دیکھا جو موبائل پر مصروف نظر آ رہی تھی۔ "ہو تو تم کافی پیاری۔ تم نے ان سے شادی کیوں نہ کی؟ بھلا کر رہی لیتی۔" مینونے کے خیال میں اس لڑکی کو کہاں اردو آتی تھی مگر وہ چونکنے پر مجبور ہو گئی، جب اس لڑکی نے کہا، "ہاں، کر لیتی اگر المیر مانتا تو۔" مینونا کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ وہ اکلا تھے ہوئے بولی، "آپ کو اردو آتی ہے؟"

کل کا سارا اڈرام اس کے ذہن میں تازہ ہو گیا۔ "اس کا مطلب ہے میں نے کل جو کچھ بھی کہا وہ اس لڑکی کو سب سمجھ آگیا تھا؟ اف!" اس نے آنکھیں میچیں۔ "کل کے لیے بہت زیادہ سوری۔" وہ لڑکی ہنسنے لگی۔ "نہیں، سوری کی ضرورت نہیں۔ تم بہت دلچسپ لڑکی ہو۔ ویسے میر انام صوفیہ ہے اور تمہارا تو مجھے پتا چل، ہی چکا ہے۔ مناہل رائٹ؟" صوفیہ نے کفرم کرنا چاہا تو مینونے زور شور سے ہاں میں سر ہلا دیا۔

تبھی المیر آتاد کھائی دیا تو وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ "آگئے ہٹلر کے جانشین۔ میں آپ سے بعد میں کبھی بات کروں گی۔ اگر ان کے ہاتھوں زندہ بچی رہی تو۔ بائے بائے۔" وہ جلدی سے یہ کہتے ہوئے وہاں سے بھاگ گئی۔

صوفیہ ہننے لگی۔ "کیا کہہ رہی تھی یہ؟" الیمیر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے شلفٹی سے پوچھا تو وہ مسکرا دی۔ "بائی داوے، تمہاری فینس تو بہت کیوٹ اور شاکڈسی ہے۔ آئی ریلی لائک ہر۔ تمہیں بہت پیارے نام سے بلار، ہی تھی۔" صوفیہ نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے اسے کہا تو الیمیر نے لاپرواںی سے کہا، "مجھے معلوم ہے وہ مجھے کیا کیا کہتی رہتی ہے۔"

"ہٹلر کے جانشین۔ یہی کہا ہو گا۔" اس نے لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے سکون سے پوچھا تو صوفیہ کا قہقہہ بے اختیار تھا۔ "ہاں، یہی کہا تھا۔ لیکن تمہیں کیسے پتا چلا؟"

الیمیر ایک لمحے کو رک سا گیا۔ یہ تو اس نے بھی کبھی نہیں سوچا تھا کہ اسے مینو کی اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھلا کیسے پتا ہے؟" وہ سب چھوڑ دیا۔ تم یہ بتاؤ کہ اس پر اجیکٹ کے لیے ہمیں مزید کتنے ٹیم ممبرز کی ضرورت ہو سکتی ہے۔" وہ بات کو دوسرے رخ پر لے جا کر موضوع بدل گیا۔

کھڑکی سے ان دونوں کو آپس میں باتیں کرتے ہوئے ہنسنے ہوتے ہوئے دیکھ کر مینو کے دماغ میں پھر سے ہلچل مچنے لگی تھی۔ بہت سوچنے کے بعد آخر اسے ایک آئیڈی یا مل ہی گیا تھا، جس پر عمل کر کے الیمیر سے اپنا پیچھا چھڑا سکتی تھی۔ اب اسے بس سجاوں کی شادی کے فنکشنز کا انتظار تھا جو دو تین دنوں میں ہی شروع ہونے والے تھے۔ سجاوں مینو کا چھاڑا تو اور الیمیر کے بعد سب کا چھپتا اور لاڈلا۔ اس کے فنکشنز کی بہت گرینڈ تیاری کی گئی تھی اور بہت سارے مہماں بلاے گئے تھے۔ سب شادی شدہ کرنے ز آچکی تھیں۔ خان ہولی میں رونق لگ چکی تھی۔ سب کرنے نے آپس میں ڈیسائڈ کر کے مہندی کے لیے ہرے اور پیلے رنگ کے غارے سلوائے تھے۔ مگر مینو کو سب کے جیسا دکھنا سخت ناپسند تھا، اس لیے اس نے ہلکے نارنجی رنگ کا ہنگا پہننا تھا۔ ہم رنگ چیولی اور ہلکے پھلکے میک اپ کے ساتھ وہ سب سے جدا اور الگ دکھ رہی تھی۔ سب کی نظریں اسی پر تھیں۔ اس نے لاپرواںی سے دوپٹہ ہاتھوں پر ڈال کر پیچھے کیا ہوا تھا۔

جلدی جلدی میں نیچے جاتے وہ سیڑھیوں پر الیمیر سے ٹکرائی۔ "دیکھ کے نہیں چل سکتی کیا؟" وہ غصے سے بولا تو مینو نے پلٹ کر جواب دینا فرض سمجھا۔ "میں تو دیکھ کر رہی چل رہی تھی کیونکہ میرے پاس آنکھیں ہیں۔ مگر لگتا ہے کہ آپ اپنی آنکھیں نیچے ہی بھول آئے ہیں۔" وہ غصے سے گھورنے لگا تو مینو منہ پھلا کر دھپ دھپ کرتی نیچے اترنے لگی۔ جب

پھر سے اس کی آواز پر رکنا پڑا۔

"اب کیا ہے؟" اس نے وہیں پر سے پوچھا تو الیمیر نے اسے اوپر آنے کا اشارہ کیا۔ "ایک تو یہ آدمی نا، رنگ میں بھنگ ڈالنا ضروری سمجھتا ہے۔" اس کے پاس پہنچ کر دانت پیٹتے ہوئے اور بظاہر مسکراتے ہوئے وہ کہنے لگی، "جی فرمائیں اب میں نے کیا گستاخی فرمادی۔"

الیمیر نے اس کے دوپٹے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔ تو آگے بڑھا اور دوپٹے کو اس کے سینے پر پھیلاتے ہوئے کہنے لگا، "میرا خیال ہے دوپٹے کا کام یہی ہوتا ہے۔ سر پر نہیں لینا والو۔ مگر خود کو کور تو کرو۔"

اسے الیمیر کی حرکت بہت بڑی لگ گئی۔ لیکن اس وقت وہ مزید کچھ کہہ کر بات بڑھانا نہیں چاہتی تھی۔ نیچے سب کرنے اس کا انتظار کر رہی تھی۔ پورے فنکشن میں وہی سب سے پیاری لگ رہی تھی۔ اس کے خیال میں اس کے مقابلے کا کوئی بھی نہیں تھا۔ لیکن جب اس نے صوفیہ کو دیکھا تو اپنے آپ کو پس منظر میں جاتے دیکھا۔ اس نے پیروں تک آتی میکسی پہن رکھی تھی۔ پاکستانی لباس اس پر، بہت نجح رہا تھا اور وہ سب سے منفرد کھائی دے رہی تھی۔ الیمیر کے ساتھ اسے نیچے آتے دیکھ کر سب نے معنی خیز انداز میں ایک دوسرے کو دیکھا۔ پورے فنکشن میں وہ الیمیر کے ساتھ ساتھ ہی رہی تھی۔

مینوان دونوں کو دیکھ کر مسکرانے لگی۔ اسے اپنا پلان کامیاب ہوتا نظر آ رہا تھا۔ وہ چاہتی تھی یہ دونوں زیادہ سے زیادہ ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزاریں تاکہ الیمیر کی دلچسپی صوفیہ میں بڑھنے لگے اور وہ پھر کر اس کو چھوڑ کر صوفیہ سے شادی کر لے۔

اگلے دن کے لیے اس نے ایک خوبصورت سی نیٹ

کی کالے رنگ کی ساڑھی کا انتخاب کیا تھا۔ ساڑھی پہن کر اور میک اپ کر کے جب کمرے سے باہر آئی تو اس کی بڑی بہن زویا پہلے تو اسے دیکھ کر حیران رہ گئی اور کہنے لگی، "ماشاء اللہ! کتنی پیاری لگ رہی ہو!" لیکن پھر کچھ خیال آنے پر بولی، "مینو یہ ساڑھی اتار دو۔ تمہیں الیمیر خان کا پتا تو ہے، وہ تمہیں اس لباس میں دیکھے گا تو غصہ کرے گا۔"

المیسر کے نام پر مینو کے موڈ کا ذائقہ بدل گیا۔ منہ کے زاویے بگاڑ کر بولی، "کیوں؟ وہ میرے ابو لگتے ہیں کیا جو میں ان کے ڈر سے اب اپنی پسند کالباس پہننا ہی چھوڑ دوں؟" اپنی دھن میں پیچھے ہٹتے ہوئے اسے پتا ہی نہیں چلا کہ کب وہ پیچھے کھڑے المیسر سے ٹکرائی۔ "یہ جلا داس وقت کیوں مجھ سے ٹکرا گئے ہیں؟ میر اسارا دن برا گزرے گا۔" دل ہی دل میں اسے برا جلا کہہ رہی تھی۔ وہ ایک طرف سے جانے لگی تو المیسر نے اس کا راستہ روک لیا۔ زویا "ایکسیوز می" کہتے ہوئے پاس سے گزر گئی تو مینو کو غصہ آیا کہ اپنی بہن کو اکیلے جلا دکے پاس چھوڑ دیا گیا۔

المیسر آگے بڑھا اور اس کا پلو نیچے گرا کر بولا، "میں تمہارا کون لگتا ہوں یہ تو تمہیں بھی اپنے سے پتا ہے۔ یہ انگوٹھی شاید تم نے میرے نام کی ہی پہنچی ہوئی ہے۔" اس کا ہاتھ سختی سے اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے وہ طنزیہ انداز میں بولا۔ مینو کو اس کا یہ لجہ بہت برالگ۔ ایک جھٹکے سے اس نے اپنا ہاتھ چھڑایا اور بولی، "یہ پلو نیچے ہی کرنا تھا میں نے بھی۔" وہ جانے لگی تھی کہ اس نے ایک بار پھر سے ہاتھ پکڑ کر روکا اور یک دم سے وہ اس کے بے حد قریب آ کر اس کے سینے سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔ وہ اس کے تھوڑا اور قریب ہوا۔ مینو کی سانسیں تھمنے لگیں۔ اس نے آگے کو ہو کر اس کے بلا ذریعہ کی ٹکڑے کی تو وہ شرمندہ ہو کر رہ گئی۔ اس نے کتنی بار اماں کو کہا بھی تھا کہ بلا ذریعہ کی ٹکڑے ہیں، اس کو بدل دیں۔ لیکن کسی نے شادی کی مصروفیات میں اس کی بات کو اہمیت ہی نہیں دی۔ پھر مجبور آگے ساڑھی دیسے ہی پہنچنی پڑی۔ "بہتر ہے یہ لباس بدل لو۔" گھنہ بسیر انداز میں کہتا ہوا وہ اس کے پاس سے گزر کر چلا گیا۔

"المیسر خان، مجھ پر جتنی روک ٹوک کرنی ہے آج کے دن تک کرو۔ کل تو تمہیں میرا پیچھا چھوڑنا ہی ہو گا۔ کل جو میں کرنے والی ہوں، اس کی تو تمہارے فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہو گی۔" وہی منہ میں بڑھاتے ہوئے وہ لباس تبدیل کرنے چلی گئی۔

اگلے دن کا سورج چڑھا تو وہ اپنے پلان کو لے کر خاصی پُر جوش تھی۔ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ وہ بار بار خود کو تسلیاں دے رہی تھی کہ کچھ نہیں ہو گا۔ جیسے اس نے سوچ رکھا ہے ویسا ہی ہو گا۔

سب ولیمہ کے کھانے میں مصروف تھے۔ جب وہ پلان کے تحت صوفیہ کے پاس آئی۔ "آپ کو الیسر بلار ہے ہیں۔" صوفیہ خاصی حیران دکھائی دی۔

"جی ہاں، وہ نیچے سٹور روم میں آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے، شاید وہ آپ کو پروپرٹی کرنا چاہ رہے ہیں۔" مینو سوچے سمجھے منصوبے کے تحت سوچ کر بول رہی تھی۔

صوفیہ نے کچھ مشکوک نظر دیں سے اسے دیکھا تو وہ جذب ہو گئی۔ "جی انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ آپ سے شادی کرنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ مجھ سے نہیں آپ سے محبت کرتے ہیں۔" مینو کی زبان فرٹا لے سے جھوٹ پر جھوٹ بول رہی تھی، لیکن یہ کرنا بہت ضروری تھا۔

"آپ چلیے میں آپ کو سٹور روم میں لے چلتی ہوں۔" وہ تابعداری سے یوں گویا ہوئی جیسے اس کا کام ہی یہی ہو۔ صوفیہ خوش ہو گئی۔ "چلو لیکن پہلے مجھے واش روم جا کر اپنا میک اپ درست کرنے دو۔"

صوفیہ واش روم چلی گئی تو اس نے پلان کے اگلے حصے پر کام شروع کیا۔ ایک ویٹر کو اشارے سے پاس بلا یا اور الیسر کی تصویر دکھا کر کہا، "ان کو جلدی سے تلاش کر کے پیغام دو کہ بی جان ان کو نیچے سٹور روم میں بلوار ہی ہیں۔ کچھ ضروری سامان اوپر لانا ہے۔ جلدی جاؤ۔" وہ جانتی تھی الیسر بی جان کا سن کر فوراً سے پہلے سٹور روم میں پہنچے گا۔

صوفیہ باہر نکلی تو اسے لے کر تیزی سے نیچے سٹور روم میں چلی آئی۔

"الیسر کہاں پر ہے؟" وہ کچھ پریشان نظر آئی تو مینو اسے تسلی دیتے ہوئے کہنے لگی، "میں ان کو لے کر آتی ہوں۔ انہوں نے کہا تھا پہلے آپ کو یہاں پر پہنچا دوں پھر وہ نیچے آئیں گے۔ یہ دیکھیں!" اس نے صوفیہ کی توجہ کمرے کی طرف کروائی تو وہ حیران رہ گئی۔ جگہ جگہ پر گلب اور موٹیا کے پھول بکھرے ہوئے تھے، کمرے کے سارے سامان کو ایک طرف کر کے آگے خوبصورت پر دہ ڈال دیا گیا تھا اور اس پر دے پر انگریزی حروف تہجی کے غباروں سے "Will you marry me" لکھا گیا تھا۔

"الیسر نے یہ سارا انتظام آپ کے لیے ہی کیا ہے۔ میں نے کہا ناکہ وہ آپ سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو دیکھ لیں یہ ثبوت۔" مینو نے لگاٹ سے کہا۔

اب اسے امیر کا انتظار تھا۔ وہ دل ہی دل میں سوچنے لگی۔ بس اب امیر صاحب اس کمرے میں آجائیں تو میں جلدی سے باہر سے دروازہ بند کر دوں گی اور اوپر جا کر سب کو کھوں گی کہ وہ نیچے صوفیہ کو پرپوز کر رہے ہیں۔ پھر سب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ یہ مجھ سے نہیں صوفیہ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ اور آخر بی جان کو یہ رشتہ توڑنا ہی ہو گا۔ اپنے پلان کو دل ہی دل میں دھراتے ہوئے بہت مسرور لگ رہی تھی۔ اس کے خیال میں یہ ایک بالکل پرفیکٹ پلان تھا جس کے لیے وہ بچھلے دو دنوں سے محنت کر رہی تھی۔

تبھی صوفیہ کے موبائل پر رنگ ہوئی تو وہ معدرت خواہانہ انداز میں مینو کو دیکھ کر بولی، "ایک منٹ گھر سے کال ہے۔ میں ان کو کہہ دیتی ہوں بعد میں رابطہ کرتی ہوں فرمی ہو کر۔" وہ دروازے کے پاس جا کر بات کرنے لگی اور مینو پھولوں کی سجاوٹ ٹھیک کرنے لگی۔ اسے اندازہ ہی نہیں ہوا کہ کب صوفیہ بات کرتے کرتے وہاں سے باہر چلی گئی۔

جب کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی تو وہ چونک کر پلٹی۔ پچھے کھڑے ایک اجنبی لڑکے کو دیکھ کر وہ چونک گئی۔ "آپ کون اور یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

"وہ لڑکا اسے دیکھ کر مسکرا یا۔" میں اپنے ایک دوست کے ساتھ یہاں مہمان بن کر آیا ہوں۔" مینو نے ناگواری سے اسے دیکھا۔ "تو یہاں پر کیا کر رہے ہیں؟ اوپر جاؤ۔ یہ گھر کا حصہ ہے، اجنبی لوگوں کو اجازت نہیں یہاں آنے کی۔" اس نے سخت لہجہ اختیار کیا۔ اتنے سخت انداز کے بعد تو مینو کے خیال میں اس لڑکے کو شرافت دکھانی چاہیے تھی اور اوپر چلے جانا چاہیے تھا۔ مگر وہ اس کے راستے میں دیوار بن کر کھڑا ہو گیا اور اسے بھی اوپر جانے سے روک دیا۔

"اے، اتنی پیاری سجاوٹ کیا آپ نے میرے لیے کی ہے؟"

مینو کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔ اس نے دھکا دے کر اس لڑکے کو پیچھے کیا اور ایک طرف سے گزرنا چاہا، مگر اس لڑکے نے مینو کا بازو پکڑ کر اسے اپنے پاس کھینچ لیا۔ "جی میں نے کہا جاتی کہاں ہیں؟ آپ خود ہی بلا تی ہیں اور خود ہی منہ پھیر کر چلی بھی جاتی ہیں۔ یہ ٹھیک تو نہیں ہے؟"

مینوں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ "تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ میں نے تمہیں کبھی دیکھا بھی نہیں تو تمہیں بلااؤں گی کیسے؟ میرا خیال ہے تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ مجھے جانے دو۔ ورنہ میں چلا چلا کر سب کو اکٹھا کر لوں گی۔ تمہارا بہت برا حشر ہو گا کہ تم اپنے پیروں پر یہاں سے جانے کے قابل نہیں رہو گے۔"

وہ لڑکا کمیگی سے ہنسنے لگا۔ "دیکھا جائے گا۔ فی الحال میں تو تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔" اس نے مینو کے دونوں ہاتھ زور سے پکڑ لیے تھے اور اسے دیوار کے ساتھ لگا دیا تھا۔

تمہی کچھ شور اور ہنگامے کی آوازیں سنائی دیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی اوپر سے نیچے آ رہا ہے۔ مینو اپنے آپ کو چھپراتے ہوئے بولی، "اکوئی نیچے آ رہا ہے، آنے دو ذرا پھر میں تمہاری اچھی کلاس لگاؤں گی۔" وہ حیران تھی کہ یہ کون ہے اور اس کے پیچے کیوں پڑ گیا۔ اس کے ہاتھ سختی سے اس لڑکے کے ہاتھوں میں تھے اور تمہی سب اوپر سے آتے ہوئے دکھائی دیے۔ بی جان، اماں، بابا جان، زویا، ثانیہ اور باقی سب۔ ان سب کو آتے دیکھ کر اس لڑکے نے جلدی سے مینو کے ہاتھ چھوڑ دیے۔ وہ فخر یہ انداز میں مسکرائی اور دل ہی دل میں کہا، "اب ڈر گیا نامیرے سب خاندان والوں کو دیکھ کر۔"

وہ بھاگ کر اپنی ماں کے پاس جانے لگی تھی کہ بی جان آگے بڑھیں اور اس کے منہ پر زور سے تھپٹر سید کیا۔ "مناہل! تجھے شرم نہیں آئی ایک غیر لڑکے کو گھر میں بلا کر اس کے کے ساتھ رنگ رلیاں بناتے ہوئے۔" ان کے الفاظ تھے یا خبر جو مناہل کو اپنے پورے جسم کو چھیڑتے ہوئے محسوس ہوئے۔

"بی جان! یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ میں تو اس لڑکے کو جانتی بھی نہیں۔ یہ کون ہے؟" ابھی وہ بات کر رہی تھی کہ وہ لڑکا اس کی بات نیچے میں کاٹ کر کہنے لگا، "مناہل! تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو؟ دیکھوڑنے کی بات نہیں ہے۔ تم مجھ سے پیار کرتی ہو اور میں تم سے۔ آج سب کو بتادو۔"

مناہل نے انتہائی حیران ہو کر اس لڑکے کو دیکھا۔ وہ اس قدر بکھلا گئی تھی کہ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہے۔ یہ لڑکا جانے اسے کیوں پھنسانے پر تلا ہوا تھا۔ "تم جو کوئی بھی ہو جھوٹ کیوں بول رہے ہو؟ میں تو تمہیں جانتی بھی نہیں۔"

اس لڑکے نے اپنی جیب سے موبائل نکالا اور مناہل کی کچھ تصویریں سب کو دکھاتے ہوئے کہنے لگا کہ اگر یہ مجھے جانتی نہیں تو پھر میرے پاس اس کی تصویریں کہاں سے آگئی؟ اس نے یہ سب مجھے خود بھیجی ہیں۔ اصل میں ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور آج اسی نے مجھے ملنے کے لیے گھر بلا یاتھا۔ مگر اب آپ سب کو اچانک اپنے سامنے دیکھ کر یہ ڈر گئی ہے۔

مناہل کا توهہ حال ہو گیا تھا کہ کاٹو بدن میں لہو نہیں۔ وہ یہی سوچنے لگ گئی کہ اس لڑکے کے موبائل میں میری تصویریں کیسے ہو سکتی ہیں۔ کیسے یہ سب ممکن ہے؟ وہ پورے خاندان کے سامنے جھوٹ پڑ گئی تھی اور کوئی سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اپنی صفائی کیسے پیش کرے۔ بی جان اور باقی سب کی نظروں میں موجود نفرت دیکھ کر اس کا دل چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

بی جان نے اس کے بازو دبوچتے ہوئے غصے سے کہا، "ہم نے تمہاری تربیت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی مناہل اور تو نے ہمارے سر پر خاک ڈال دی۔" مریم بیگم بھی بے یقینی سے اپنی بیٹی کو دیکھ رہی تھی، وہ تو کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہی تھی۔

"کیا ہو رہا ہے یہ سب المیر؟" کی گو نجتی ہوئی آواز آئی تو اس نے آنکھیں بند کر لی۔ "بس اب انہی کی کسر تھی۔ یا اللہ یہ تو مجھے مارہی ڈالیں گے۔" دل ہی دل میں وہ دعائیں کرنے لگی کہ کاش میں آنکھیں کھولوں اور یہ سب جھوٹ ہو۔ لیکن سب دعائیں کہاں قبول ہوتی ہیں؟

ایک کزن المیر کو جلدی ساری صورت حال سے آگاہ کرنے لگا کہ یہ لڑکا مینو کا بوابے فرینڈ ہے۔ اس نے اسے ملنے کے لیے بلا یاتھا۔ لیکن اب یہ دونوں پکڑے گئے ہیں۔

مینو سمیت سب کو پورا لیقین تھا کہ المیراب مینو کو چھوڑے گا نہیں۔ سب کے سامنے اسے ڈانٹے گا۔ ہو سکتا ہے یہ ملتانی بھی توڑے۔ مینو دل ہی دل میں سوچنے لگی۔ "میں چاہتی تو یہی تھی کہ منگنی ٹوٹے، لیکن ایسے نہیں کہ میرے کردار پر داغ لگ جائے۔ یا اللہ تو ہی کوئی حل نکال۔"

المیر غصے سے آگے بڑھا تو مینو نے جلدی سے اپنے چہرے کے آگے ہاتھ رکھ کر سر نیچے کر لیا۔ اس کے خیال میں المیر

اسے تھپڑ مارنے والا تھا۔ لیکن تھپڑ تو کسی اور کو ہی پڑا تھا۔ اس نے اس لڑکے کو تھپڑ مارا تھا اور وہ تھپڑ کھا کر نیچے زمین پر گر پڑا تھا۔ المیر نے اسے گریبان سے پکڑ کر اٹھایا اور سختی سے پوچھا، "کون ہوتا؟" وہ لڑکا بکھلا گیا۔ اس کو نہیں لگتا تھا کہ کوئی اس پر ہاتھ اٹھائے گا۔ ہکلاتے ہوئے کہنے لگا، "میں مناہل کا بوابے فرینڈ ہوں۔ ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔" اکھڑا نداز میں وہ بولنے لگا اور اپنا فون آگے کر کے کہنے لگا، "یہ دیکھو۔ مناہل نے خود مجھے یہ تصویریں سینڈ کی ہیں۔"

المیر ایک لمحے کو چبھا گیا، تو اس لڑکے کو اپنی فتح کا یقین ہو گیا، لیکن دوسرے ہی لمحے المیر نے ایک تھپڑ پھر سے اس کے گال پر مارا تھا۔ "تم کہو گے اور میں مان لوں گا؟" پھر وہ باقی سب کی طرف مڑا اور اوپنی آواز سے کہنے لگا، "اور آپ سب لوگ کیسے اس کی بات مان سکتے ہیں؟ مناہل ضریب ہے، خود سر ہے، بد تمیز بھی ہے لیکن بد کردار نہیں ہے۔ اور مجھے اس کے کردار پر اتنی برابر بھی شک نہیں ہے۔ اس جیسے 10 لڑکے بھی آکر مجھے مناہل کے خلاف ثبوت فراہم کریں گے تو میں کبھی یقین نہیں کروں گا۔"

میں تو اس کو اپنے حق میں بولتا دیکھ کر ساکت رہ گئی تھی۔ وہ خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی کہ المیر خان اس کے حق میں گواہی دے گا۔

"المیر یہ سب تو دیکھو۔ یہ کیا ہے؟" چاچی نے سب کی توجہ کمرے کی حالت کی طرف کروائی تھی۔ "یہ جگہ جگہ بکھرے پھول اور یہ پروپوزل، یہ سب۔" المیر نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ایک لمحے کے لیے بس اس کی گرفت اس لڑکے سے ہٹی تھی اور اس لڑکے نے موقع کافلہ کا اٹھاتے ہوئے وہاں سے دوڑ لگادی تھی۔

وہ چاچی جان کے چہرے پر واضح شکوک شبہات تو دیکھ سکتی تھی۔ اب وہ کیسے سب کو بتاتی کہ یہ سب سجاوٹ اس نے المیر کو اور صوفیہ کو پھنسانے کے لیے کی تھی۔ اور وہ نہیں جانتی تھی کہ کوئی اور اس کو پھنسانے والا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتی۔ المیر کی بات نے اس کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

"چاپی جان! یہ سب میں سجاوٹ میں نے کروائی تھی مناہل کے لیے۔ میں اس کو پر پوز کرنا چاہرہ تھا کیونکہ بی جان کافی عرصے سے کہہ رہی تھی کہ ہمیں شادی کر لینی چاہیے۔ اپنی میگنیٹر کے لیے سجاوٹ کرنا کچھ ایسا برا فعل نہیں کہ مجھے شرمندگی کا اظہار ہو۔ میں نے ہی کسی کو کہہ کر مینو کو بہانے سے نیچے بھجوایا تھا اور میں خود بھی نیچے آنے والا تھا۔ مگر جانے کہاں سے وہ لڑکا پٹپڑا اور یہ سب ہو گیا۔"

سب چپ ہو کر رہ گئے تھے۔ الیمیر کی اتنی لمبی وضاحت کے بعد کسی کا کچھ بولنا بنتا ہی نہیں تھا۔ اور مینو کو تو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ الیمیر کا شکر یہ کیسے ادا کرے گی۔ جہاں سب اس کے خلاف ہو گئے تھے، وہ اکیلا اس کے حق میں کھڑا ہوا تھا۔ اور کیوں؟ یہ وہ سمجھنے کے باوجود بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ اس کا دماغ جیسے ماؤف ہو کر رہ گیا تھا۔

بی جان نے مناہل کو اپنے ساتھ لگایا اور کہا، "بیٹا ہمیں معاف کر دینا۔ ہمیں غلط فہمی ہو گئی تھی۔ جانے وہ خبیث کون تھا اور یہ سب کیوں کرنا چاہرہ تھا۔" الیمیر کے اس کے حق میں بولنے کے بعد سب کا لہجہ زہر سے شہد میں بدل چکا تھا۔ "میرا خیال ہے سب کو اپر جانا چاہیے۔ مہماں ابھی ادپر ہی موجود ہیں۔ میں ابھی اور اس وقت سب کی موجودگی میں الیمیر اور مناہل کا نکاح کرنا چاہتی ہوں۔"

مناہل نے چونکہ الیمیر کی طرف دیکھا تھا۔ اس کے خیال میں تو الیمیر صاف صاف منع کر دیتا لیکن وہ خاموش تھا اور وہ تو اب کچھ کہنے کے لائق ہی نہیں بچی تھی۔ تھوڑی دیر میں سب مہماں کی موجودگی میں وہ مناہل الیمیر خان بن چکی تھی۔ الیمیر کے تاثرات سے وہ اندازہ لگانے سے قاصر تھی کہ وہ اس وقت کیا محسوس کر رہا ہے۔ صوفیہ بھی اسے کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ انہی سب سوچوں کے نیچے کب اسے الیمیر کے کمرے میں پہنچا دیا گیا اسے پتا ہی نہیں چلا۔

الیمیر 11 سال کا تھا، جب اس نے پہلی بار ننھی مناہل کو گود میں لیا تھا اور تبھی بی جان ہی اس کے کانوں میں یہ بات ڈالتی تھی کہ "یہ تمہاری دلہن ہے" اور پھر وقار نو قناؤ اس کے کانوں میں یہی بات ڈالی جاتی رہی۔ بچپن سے جوانی تک اس نے مینو کو اپنی ذمہ داری ہی سمجھا تھا اور یہی وجہ تھی کہ وہ چاہتا تھا کہ وہ غیر سنجیدگی اور شو خیوں کو چھوڑ کر تھوڑی پیچورہ ہو جائے۔ اس کو مینو کا ہر وقت گھر میں ہنگامہ مچائے رکھنا اور باتیں کرنا چھال لتا تھا، لیکن اس نے منہ سے یہ کبھی نہیں کہا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا رعب مینو پر کم ہو جائے۔ کبھی کبھی اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ بھی اس کے ساتھ اس کی

شرارتوں میں حصہ لے، اس کے ساتھ بیٹھے، بتیں کرے۔ لیکن کیونکہ یہ سب اس کی فطرت میں نہیں تھا تو وہ عموماً چپ ہی رہتا۔

سب کو مینو کے 18 سال کے ہونے کا انتظار تھا تاکہ ان دونوں کی شادی کر دی جائے۔ جیسے جیسے مینو بڑی ہوتی جا رہی تھی، المیر کو بھی بی جان کے اس فیصلے پر شک ہوتا جا رہا تھا کہ یہ رشتہ صحیح بھی رہے گا یا نہیں۔ کیونکہ ان دونوں کے مزاج میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ دوسری طرف وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ یہ رشتہ مینو کی رضامندی سے ہی ہو۔

اس دن جب سب گھر پر نہیں تھے اور مریم بیگم مینو کی شادی کے لیے منار ہی تھی تو اس نے مینو کی ساری گوہرا فشنیاں اپنے کانوں سے سنی تھی کہ کیسے وہ اس کو برے برے القابات سے نواز رہی تھی اور شادی سے منع کر رہی تھی۔ اس نے بھی بی جان کو صاف کہہ دیا کہ وہ مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتی، تو آپ اس پر زبردستی نہ کریں۔ لیکن بی جان نے اس کی بات کو چٹکی میں اڑا دیا۔ "ارے وہ تو شروع سے ہی نادان اور بڑبوی ہے، یوں ہی بولتی رہتی ہے۔ تم اس کی باتوں کو دل سے نہ لگای کرو۔ جب شادی ہو جائے گی تو تیر کی طرح سیدھی بھی ہو جائے گی۔"

بی جان تو نکاح کرنے پر تلی ہوئی تھی، لیکن وہ یہی چاہتا تھا کہ پہلے ملنگی ہو جائے تاکہ ملنگی سے نکاح تک کے عرصے کے دوران مینو کو وقت مل جائے اور وہ اپنے آپ کو اس رشتے کے لیے اپنے طور پر ذہنی طرح سے تیار کر سکے۔ ملنگی والے دن جب اس نے پہلی بار مینو کو ڈھنگ کے کپڑوں میں دیکھا تو وہ دیکھتا ہی رہ گیا۔ آسمانی رنگ کے پیروں تک آتی کام دار فرماں میں سمٹی سمٹائی وہ اسے بہت پیاری لگ رہی تھی اور مینو کو یوں چپ چاپ بیٹھے دیکھنا اس کے لیے زندگی کا سب سے خوشگوار اور حیرت ناک تجربہ تھا۔

انہی دنوں اس کو اپنے بزنس کے سلسلے میں باہر جانا پڑا۔ بی جان نے اسے جانے سے پہلے اچھی طرح سے بتا دیا تھا کہ باہر جا کر وہ کسی گوری کے چکر میں نہ پڑے۔ مینو ہی اس کی دلہن بنے گی۔ وہ بی جان کے خدشات پر ہنس پڑا۔ اس نے یقین دہانی کروائی ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ تب اسے چھ ماہ کے لیے وہاں جانے کی اجازت ملی تھی۔ وہاں اس کی ملاقات اپنی ایک یونیورسٹی فیلو صوفیہ سے ہوئی جو اس کے ساتھ ہی واپس پاکستان جانا چاہتی تھی تاکہ وہاں کے کلچر اور ماحول کو دیکھ سکے۔

صوفیہ اس کے بزنس میں پارٹنر تھی اور وہ پاکستان میں بھی اس کے ساتھ ایک نئے بزنس کی بنیاد رکھنا چاہتی تھی، اس لیے وہ اس کو ساتھ ہی لے آیا اور آتے ہی مینو نے جو تماشا کیا اس نے تو اسے صوفیہ کے سامنے شرمندہ کر کے رکھ دیا۔ صوفیہ نے البتہ مینو کے ڈرامے کو بہت انجوانے کیا تھا اور کہنے لگی، "تم جیسے کھڑوس اور سڑیل بندے کو یہی لڑکی ملنی چاہیے تھی، کم از کم تمہارے چہرے پر اسی بہانے مسکراہٹ تو آ جاتی ہے۔"

صوفیہ کی بات سن کرو چونک کر رہ گیا تھا۔ اس نے کبھی نوٹ ہی نہیں کیا تھا کہ مینو کا ذکر اسے اچھا لگتا ہے۔ وہ اس کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہے اور یہ کہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ بھی آ جاتی ہے۔ وہ نوٹ کر رہا تھا کہ مینو ہر وقت اس پر اور صوفیہ پر نظر رکھتی ہے۔ پہلے تو اسے یہی لگا کہ شاید وہ انسکیپر ہے اور اس لیے دونوں پر شک کی نگاہ رکھتی ہے۔ لیکن پھر اسے اندازہ ہوا کہ وہ ان دونوں کو ساتھ جوڑنے کے لیے کس قدر کوشش ہے۔ وہ بہانے بہانے سے صوفیہ کو جاتی تھی کہ المیر اسے پسند کرتا ہے اور صوفیہ ہنسنے ہوئے یہ بات المیر کو بتاتی تھی کہ "تمہاری فیانی تو تم سے جان چھڑوانے کے لیے کسی بھی حد تک جانے کو تیار ہے۔" اور وہ مینو کے بچپن پر مسکرا کر رہا جاتا تھا۔ سجاوں کی شادی کے نکشہ

کے دوران اس کی نظریں بس مینو پر ہی رہی تھیں۔ وہ اسے اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ بی جان سے کہہ ہمارا بھی نکاح ساتھ ہی پڑھادیں۔ بارات والے دن اس کو ساڑھی میں دیکھ کر اس کو بہت غصہ آیا۔ اس کے جسم کے نشیب و فراز نمایاں ہو رہے تھے اس لیے اس کا پلو گرا کیا اور اسے لباس بد لئے کا بھی کہا۔ اگرچہ اسے یقین نہیں تھا کہ اس کی بات مانے گی لیکن جب اس نے مینو کو بد لے ہوئے لباس میں دیکھا تو وہ خوش ہو گیا۔

ولیے والے دن وہ انتظامات میں مصروف تھا جب اسے صوفیہ کی کال آئی۔ وہ کہنے لگی، "مجھے لگتا ہے تمہاری چھوٹی سی فیانی نے کچھ بہت بڑا انتظام کر رکھا ہے۔"
"کیا مطلب؟" وہ بڑی طرح سے چونک گیا۔

"وہ مجھے کہہ رہی ہے کہ تم مجھے پر پوز کرنے والے ہو اور مجھے نچے سٹور روم میں لے جانا چاہ رہی ہے۔" المیر نے سر پکڑ

لیا۔ " یہ لڑکی بھی ناجانے کیا کرنے والی ہے۔ اس کے دماغ میں کیا کیا چلتا رہتا ہے۔ "

" اچھا تم ایسا کرو کہ ویڈیو کال آن کرو اور اس طرح سے اسے پتانہ چلے کہ تم مجھے سب کچھ لا سیود کھار ہی ہو۔ میں بھی تو دیکھوں آخر سٹور روم میں اس نے کیا انتظام کر رکھا ہے۔ "

اور جو کچھ صوفیہ نے اسے دکھایا وہ دیکھ کر تو المیر کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنے نصیب پر روئے یا نہیں۔ یہ لڑکی اپنے ہاتھوں سے اپنے منگیت کو دوسرا لڑکی کی جھولی میں ڈالنے کو تیار تھی۔ اس نے صوفیہ کو کال کی اور اسے کہا کہ وہ بہانے سے باہر آجائے۔ وہ مزید اب کچھ بھی تماشا نہیں چاہتا تھا۔ اسے کچھ کچھ تو سمجھ آہی چکی تھی کہ مینو کیا کرنے والی تھی۔ اسی لیے وہ خود بھی نیچے نہیں آیا اور صوفیہ کو بھی اوپر بلا لیا۔ کہ تھک ہار کر مینو دروازہ بند کر کے خود ہی اوپر آجائے گی۔

لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ اس نے ایک ایک کر کے سب گھروالوں کو نیچے سٹور روم میں جاتے دیکھا تو پریشان ہو گیا۔ " کہیں سب کو پتا تو نہیں چل گیا؟ مینو کی کارستانی کا۔ " وہ جلدی سے بھاگتا ہوا نیچے آیا تھا اور آگے کے منظر نے تو اس کا خون کھولا دیا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس لڑکے کو جان سے ہی مار دے جو اس کی مینو پر الزام لگا رہا تھا۔ اگر وہ لڑکا بھاگ کے نہ جاتا تو اس کے منہ سے ہی الگواليتا کہ اس نے یہ سب کس کے کہنے پر کیا ہے۔ لیکن اسے خود پر یقین تھا کہ جلد یاد یروہ اس لڑکے کو ڈھونڈ کر مینو کی سچائی سب پر ثابت کر دے گا۔ بی جان اگر اسی وقت نکاح کا نہ کہتی تو وہ خود کہہ دیتا۔

نکاح کے بعد وہ کمرے میں آیا تو مینو کو پریشان دیکھ کر اس نے اپنے رشتے کو وقت دینے کا سوچا۔ مینو نے جوں ہی دروازہ کھلنے کی آواز سنی تو وہ چونک کر رہ گئی۔ جانے المیر اب اسے کیا کیا باتیں سنائے گا۔ وہ بھی سوچ کر پریشان ہو رہی تھی۔ لیکن حیران تھی جب المیر نے اسے کہا کہ وہ آرام دہ لباس پہن لے اور سو جائے۔ المیر تو اسے وقت دے رہا تھا، لیکن مینو کی بد گمانی عروج پر تھی۔ وہ سوچنے لگی کہ میں زبردستی ان کی زندگی میں شامل ہو گئی ہوں اور یہ تو مجھے اپنی بیوی سمجھنے کو بھی تیار نہیں ہیں۔

صحح وہ دونوں اٹھے تو مینو کی ساری کمزوری اور سہیلیاں اس سے گزری رات کے بارے میں چھپر چھڑ کرنے لگیں اور وہ چپ چاپ بس بے دلی سے مسکراتی رہی۔ مینو کا دل تھا کہ وہ الیمیر کے ساتھ ہی ناشتہ کرے۔ لیکن پتا چلا کہ وہ ایک ضروری کام سے صوفیہ کے ساتھ کہیں باہر جا چکا ہے۔ الیمیر کو صوفیہ نے کہا بھی تھا کہ اس کی نئی نئی شادی ہوئی ہے تو وہ ابھی تھوڑا وقت اپنی بیوی کو دے۔ وہ یہ پراجیکٹ خود ہینڈل کر لے گی۔ لیکن وہ ساری ذمہ داری اس اکیلی پر نہیں ڈالنا چاہتا تھا اور کچھ مینو کو بھی احساس دلانا چاہتا تھا۔ اس لیے وہ اس کو چھوڑ کر صوفیہ کے ساتھ باہر آگیا۔

دوپھر کے وقت وہ دونوں واپس آگئے۔ مینو نے الیمیر کو صوفیہ کے ساتھ ہنستے مسکراتے اور باتیں کرتے ہوئے دیکھ کر دل میں سوچا میرے ساتھ تو ان جناب نے کبھی مسکرا کر بات نہیں کی۔ پھر وہ خود ہی اپنے آپ کو ڈانٹ کر پوچھنے لگی کہ میں ان کے بارے میں ایسا کیوں سوچ رہی ہوں؟ میں اچھے سے جانتی ہوں۔ یہ شادی ان کی مرضی کے خلاف ہوئی ہے اور میری بھی۔ تو میں کیوں سوچوں ان کے بارے میں؟

بی جان نے اگلے دن ہی ان کا ولیمہ بھی رکھ دیا تھا۔ الیمیر کو اتنی خوبصورت وہ آج سے پہلے کبھی نہیں لگی تھی اور اب تو وہ اس کی بیوی تھی تو دل اپنے آپ ہی اس کی طرف کھنچا جا رہا تھا۔ لیکن اس نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنڑوں کیا۔ وہ کمرے میں آیا تو مینو کا دل تیزی سے دھڑ کنے لگا۔ سب نے ہی کہا تھا کہ آج تو الیمیر اس کے حسن پر فدا ہی ہو جائے گا اور اس کی تعریف بھی کرے گا اور اپنی محبت کا اظہار بھی۔ لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ وہ انتظار ہی کرتی رہ گئی۔ الیمیر نے نرمی سے اپنے لباس بدلنے کی تلقین کی اور لیپ ٹاپ پر مصروف ہو گیا۔

اگرچہ وہ شروع سے ہی الیمیر سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن نکاح کے دو بولوں نے اس کا دل بدل کر رکھ دیا تھا۔ اب وہ چاہتی تھی کہ الیمیر اس کی طرف توجہ کرے۔ اس کے ساتھ محبت سے پیش آئے۔ وہ ڈھیر ساری باتیں کرے۔ لیکن یہ سارا کچھ جب وہ صوفیہ کے ساتھ کرتا تو وہ اندر سے بھسم ہو کر رہ جاتی۔ "میں خود ہی تو ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھنا چاہتی تھی اور اب اگر دیکھ رہی ہوں تو مجھے آخر کیوں تکلیف ہو رہی ہے؟ میں ہی تھی ناجوان دونوں کا نکاح کروانا

چاہتی تھی تاکہ مجھے الیمیر سے شادی نہ کرنی پڑے۔ تو اب اگر وہ دونوں ایک ساتھ ہیں تو آخر مجھے کیوں برالگ رہا ہے؟" وہ اپنی سوچوں سے خود ہی گھبرا جاتی۔

"آخر تم مناہل کو اگنور کیوں کر رہے ہو؟ آفتر آل وہ تمہاری بیوی ہے۔" وہ دونوں کلائنس کے ساتھ مینگ کرنے ریسٹورنٹ میں آئے ہوئے تھے، تبھی صوفیہ نے اسے اچھا خاصاً انت دیا تھا۔ الیمیر ہنس دیا۔ "تم مینو کو نہیں جانتی ہو۔ میں جانتا ہوں، وہ اس وقت گلت میں ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کا گلٹ تھوڑا اور بڑھے تاکہ اسے اپنی پرانی تمام غلطیوں کا احساس ہو جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ خود میری طرف بڑھے۔" صوفیہ سر جھٹک کر رہ گئی۔ "ایک تو یہ مرد بھی نا، جانے کیوں اتنی مشکل باتیں کرتے ہیں۔"

اسی ریسٹورنٹ میں اپنے دوستوں کے ساتھ مینو بھی آئی ہوئی تھی اور صوفیہ کے ساتھ اسے دیکھ کر مینو سے وہاں رکا نہیں گیا، تو بہانے سے دوستوں کو لے کر وہاں سے چلی آئی۔ ان دونوں کی زندگی یوں ہی گزر رہی تھی جیسے دو اجنبیوں کی گزرتی ہے۔ وہ کمرے میں آتا اور لیپ ٹاپ پر مصروف ہو جاتا اور وہ اس کی طرف دیکھتی رہتی کہ شاید وہ لیپ ٹاپ سے نظر میں ہٹا کر اسے کچھ وقت دے۔ اس کے ساتھ بات کرے۔ لیکن ایسا کچھ بھی نہ ہوتا تو وہ دل مسوں کر رہا جاتی۔

ایک دن وہ یوں ہی بیٹھی ہوئی تھی کہ اس کی خالہ زاد نادیہ چلی آئی۔ "مینو! تم نے کیا حال بنار کھا ہے اپنا؟ کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تم نئی شادی شدہ ہو۔" مینو کا دل بھر آیا۔ نادیہ نے پیار سے اس کو گلے لگایا۔ "تم مجھے بتا سکتی ہو اپنے دل کا بوجھ ہلا کر لو۔ ہو سکتا ہے میں تمہیں اچھا مشورہ دے سکوں۔" وہ رونے لگی اور نادیہ کو سب بتا دیا کہ کیسے الیمیر اسے شادی کے پہلے دن سے ہی اگنور کر رہا ہے اور صوفیہ کو توجہ دے رہا ہے۔ نادیہ نے اسے تسلی دی۔ "فلکرم ت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن ایسے رونے دھونے سے نہیں، تمہیں کچھ کرنا ہو گا۔ ایسے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہو گی تو کچھ حاصل نہیں ہو گا۔"

"مجھے کیا کرنا ہے؟" مینو نے بے چینی سے سوال کیا۔ نادیہ نے حل پیش کرتے ہوئے کہا، "جیسے وہ تمہیں جیلیں فیل کرواتے ہیں، ویسے ہی تم بھی کرواؤ۔ تم بھی اگنور کرو۔ یاد رکھو جتنا دو رجاوی، وہ اتنا ہی پاس آئیں گے۔"

مینو کو نادیہ کی باتیں دل کو گرہی تھی اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ایسا ہی کرے گی۔ دوسری طرف امیر پوری کو شش کر رہا تھا کہ وہ کسی بھی طرح سے اس لڑکے کو ڈھونڈنے کا لے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ مستقبل میں پھر سے ایسا کوئی مسئلہ سراٹھا ہے۔ سارے دن کا تھا کہا رکرمے میں آیا تو مینو سورہی تھی۔ وہ حیران ہوا کیونکہ جب تک وہ نہیں آنہیں جاتا تھا وہ جاتی ہوتی تھی۔ اس نے پریشانی سے سوچا کہیں مینو کو بخار تو نہیں ہو گیا۔ آگے بڑھ کر اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ بخار نہیں تھا تو مطمئن ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ ایک ہی بیٹ پر یوں اس سے دوری بنا کر رکھنا امیر کے لیے کتنا مشکل تھا یہ وہی جانتا تھا۔

مینو سورہی نہیں رہی تھی بلکہ سونے کی اداکاری کر رہی تھی تاکہ وہ امیر کاری ایکشن چیک کرے۔ اور وہ دل ہی دل میں مسکرا دی جب اس نے امیر کو اپنے لیے فکر کرتے دیکھا۔ یعنی نادیہ بالکل ٹھیک کہہ رہی تھی، "میں جتنا اس سے دور جاؤں گی یہ اتنا میرے قریب آئے گا۔" بس اب مجھے کسی بھی طریقے سے صوفیہ کو امیر سے دور کرنا ہو گا۔ وہاب یہی کرتی امیر کو نظر انداز کرنا شروع ہو گئی تھی اور امیر کو اپنی مصر و فیات میں اندازہ ہی نہیں تھا کہ مینو کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔

اس دن وہ لان میں ہی بیٹھی تھی، جب نادیہ گھبرائی ہوئی اس کے پاس آگئی اور کہنے لگی، "تم آرام سے بیٹھی ہو۔ تمہیں بتا بھی ہے کہ تمہاری زندگی میں کیا طوفان آنے والا ہے۔" مینو گھبرائی۔ "ایسی بھی کیا بات ہے؟" نادیہ نے ادھر ادھر دیکھا اور کہنے لگی کہ میں نے سنائے ہے امیر اور صوفیہ دونوں آپس میں شادی کرنے والے ہیں۔ مینو ہکا بکارہ گئی۔ نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہنے لگی، "ایسا نہیں ہو سکتا۔ تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے؟" نادیہ نے افسوس سے اسے دیکھا۔ "مینو! تم بس سوچتی رہنا اور کچھ کرنا نہیں۔ اگر اپنا گھر بچانا چاہتی ہو تو جو میں کہہ رہی ہوں وہ کرو۔" مینو نے اس کی بات سن کر سر ہلا دیا۔

امیر اور صوفیہ اپنے بزنس کے کامیاب آغاز پر بہت خوش تھے اور امیر کا ارادہ تھا کہ اب کافی عرصہ گزر چکا ہے اور اب تک مینو کی عقل آگئی ہو گی۔ تو ان دونوں کو اپنے نئے رشتے کا آغاز کر رہی لینا چاہیے۔ اس نے بازار سے مینو کے لیے

ڈائیمنڈ کی رنگ خریدی اور مسروپ سا گاڑی میں آکر بیٹھ گیا کہ تمہی فون کی گھنٹی بجی۔ دوسری طرف اس کا خاص آدمی پر ویز تھا۔ وہ کہنے لگا، "سر! وہ جس لڑکے کی معلومات آپ نے مجھے دی تھی اور کہا تھا کہ اس کو تلاش کرنا ہے، وہ لڑکا مل گیا ہے۔ میں نے اسے سب الگوالیا۔ وہ کسی نادیہ نامی لڑکی کا نام لے رہا ہے کہ اس نے ہی اسے پیسے دیے تھے یہ سب کرنے کے لیے۔"

المیر چونک کر رہا گیا۔ فوری طور پر جیسے کچھ ذہن میں نہیں آیا کہ کون نادیہ؟ ان کے خاندان میں تو ایسی کوئی لڑکی نہیں تھی۔ پھر ذہن پر زور ڈالتے اسے مینو کی خالہ زادیاں آئیں جو آج کل ان کے گھر میں بہت آنا جانا کر رہی تھی۔ وہ غصے سے گاڑی گھماتا ہوا گھر آگیا۔ اس کا رادہ تھا کہ سب گھروالوں اور مینو کے سامنے نادیہ کی اصلاحیت کھول دے اور مینو کی سچائی ثابت کرے۔ اس نے پر ویز کو اس لڑکے کے بھی حوالی لانے کو کہہ دیا تھا۔ جیسے ہی وہ گھر پہنچا تو ایک اور قیامت اس کی منتظر تھی۔

پتا چلا کہ مینو گھر میں کہیں بھی نہیں ہے۔ اماں بھی اور مریم بیگم توروئے جا رہی تھی۔ "پتا نہیں میری بچی کہاں پر چلی گئی۔ میں نے پورے گھر میں دیکھ لیا لیکن اس کا کہیں بھی نام و نشان نہیں ہے۔" المیر نے نادیہ کو دیکھا جو جھوٹ پر یشانی کا ناٹک کر رہی تھی اور سیدھا اس کے سر پر پہنچتے ہوئے چلا یا۔ "میں جانتا ہوں کہ تم نے ہی کچھ کیا ہو گا مینو کے ساتھ۔" مریم بیگم چونک کر دیکھنے لگیں اور ناگواری سے اس کو دیکھ کر کہا، "تم میری بھانجی کو یہ سب کیوں کہہ رہے ہو؟" تو وہ نادیہ کی طرف دیکھ کر طنزیہ انداز میں کہنے لگا، "چاچی! پوچھیں اپنی بھانجی سے کہ آخر اس کو مینو سے کیا داشتی ہے کہ اس نے اس کے خلاف اتنی بڑی پلانگ کی۔ آپ جانتی ہیں اس دن وہ لڑکا جو نیچے سٹور روم میں آیا تھا اسے نادیہ نے ہی بھیجا تھا کہ جا کر وہ مینو کو بدنام کرے۔"

یہ سن کر سب کے ساتھ ساتھ نادیہ کی رنگت بھی اڑ گئے۔ اس نے تو یہ سوچا، ہی نہیں تھا کہ وہ کبھی کپڑی جائے گی۔ وہ لڑکا بھاگ چکا تھا اور اسے یقین تھا وہ کبھی ہاتھ نہیں آئے گا مگر ساری بات ہی پلت گئی تھی۔ اس نے بات سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا، "نہیں ایسا نہیں ہے۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا ہے۔"

المیر غصے سے اس پر ہاتھ اٹھاتے اٹھاتے رک گیا۔ "میری تربیت نہیں ہے عورتوں پر ہاتھ اٹھانے کی۔ میں تم سے پوچھ رہا ہوں کہ مینو کہاں پر ہے؟"

المیر کو پورا یقین تھا کہ مینو کی گمشدگی کے پیچھے نادیہ کا ہی ہاتھ ہو سکتا ہے اور اس کا اندازہ ٹھیک تھا۔ وہ ڈرتے ہوئے کہنے لگی کہ وہ میری ایک دوست کے اپارٹمنٹ میں ہے۔ "میں نے اسے کہا تھا کہ وہ کچھ دن گھر سے دور رہے تاکہ سب گھر والوں کو اور خاص کر المیر کو اس کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے۔" لیکن اصل میں مقصد یہ تھا کہ وہ ایسا کر کے سب کے دل سے اتر جائے۔ مریم نے نادیہ کو تھپڑ مارا تھا۔ "تمہیں تو میں آکر پوچھوں گی۔" منہال کو دار نگ دیتے ہوئے اس کی دوست کے فلیٹ کی جانب گاڑی بھگا کر لے کر گیا۔ اسے مینو سے ہر گز اس بیو قوں کی امید نہیں تھی کہ وہ کسی کی باتوں میں بھی آکر اپنا گھر بر باد کر سکتی ہے۔ یہ تو شکر تھا کہ نادیہ نے مینو کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا، ورنہ وہ اپنے آپ کو کبھی معاف نہ کر پاتا کہ وہ مینو کا خیال نہیں رکھ پایا۔

جیسے ہی فلیٹ کی گھنٹی بجائی اور مینو نے دروازہ کھولا تو وہ سب کچھ بالائے طاق رکھتے ہوئے جلدی سے اس کو گلے سے لگ گیا۔ "تم ٹھیک تو ہو؟" وہ دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھامے بے تابی سے پوچھ رہا تھا اور مینو تو اپنے لیے اس کی بے انتہا فکر کو دیکھ کر نہال ہوئے جا رہی تھی۔ وہ پھر سے اس کو اپنے سینے میں جکڑ گیا۔ "تم نہیں جانتی تم نے مجھے کتنا ڈرادیا تھا۔" پھر وہ تھوڑا غصہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ تم یہاں پر کیوں آئیں؟ اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو!

مینو نے حیرانی سے دیکھا، "مجھے کیوں کچھ ہو جاتا؟ میں تو نادیہ کے کہنے پر یہاں آئی تھی اور دیکھا اس نے چیز کہا تھا، آپ مجھے ڈھونڈتے ہوئے یہاں پر آئی گئے۔" المیر نے افسوس سے سر جھٹک دیا اور اس سے لے کر گھر آگیا۔

جب وہ حوالی پہنچی تب اسے نادیہ کی ساری سچائی پتا چلی تو وہ اپنی جگہ شر مند ہو کر رہ گئی۔ نادیہ نے یہ سب کچھ رقبابت میں کیا تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ المیر سے اس کی شادی ہو جائے۔ اس لیے وہ مینو کو المیر کی زندگی سے دور کرنا چاہتی تھی۔ مینو کے کہنے پر نادیہ کو کوئی سخت سزا نہیں دی گئی۔ تاہم اس کا داخلہ ہمیشہ کے لیے خان حوالی میں بند کر دیا گیا تھا۔

رات کو جب وہ کمرے میں آئی تو مینو کا شرم کے مارے برا حال ہور ہاتھ کیوں نکلہ امیر کی آنکھوں میں والہانہ محبت اسے دیکھی نہیں جا رہی تھی۔ "میں نے شروع سے ہی صرف تمہارا سوچا۔ صوفیہ بس میری بہت اچھی دوست تھی اور ہمیشہ دوست رہے گی۔" امیر نے اس کو بازوؤں کے گھیرے میں لے کر اس کے کان میں سرگوشی کی، "کبھی یہ مت سوچنا کہ میں تمہیں چھوڑ کر کسی اور کو دیکھوں گا۔"

مینو نے سرشاری سے اپنے بازوؤں کے گرد جمائل کر دیے اور اس کے سینے میں سرچھا لیا۔ "کیا میں نے اب تک جو کچھ بھی کیا مجھے اس کے لیے معذرت کرنے کی ضرورت ہے؟" اس نے جیسے بہت لاڈ سے پوچھا تو امیر اس کے ماتھے پر پیار کر کے بولا، "نہیں تمہیں کسی معذرت یا معافی مانگنے کی ضرورت نہیں۔ میں ہوں ناسب معاملات کو دیکھنے کے لیے۔ تم بس مجھ سے پیار کرو اور بے شمار کرو۔"

مینو شرما کر رہ گئی۔ رات کے سائے گھرے ہو رہے تھے اور ان دونوں کی زندگی میں ایک خوبصورت، نئے اور پیارے رشتے کا آغاز ہو چکا تھا۔